اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

رُوئداد جلسۂ دُعا

جو حضرت سیدنا و امامنا عالیجناب میرزا غلام احمدؐ
صاحب مسیح موعود مہدی مسعود کی
تحریک پر دار الامان قادیان
میں تاریخ ۲ فروری سنہ ۱۹۰۰ء
منعقد ہوا

مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان دار الامان

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

روئداد جلسۂ دعا

جو حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کی
تحریک پر دار الامان قادیان میں بتاریخ
۲ر فروری سنہ ۱۹۰۰ء منعقد
ہوا

پیشتر اس کے کہ ہم اس روئداد کو ناظرین کے سامنے پیش کریں اول اس امر کا جتلا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ جناب امام المتقین حجۃ اللہ بر زمین حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان مسیح زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام جس طرح عام مخلوقات کے خیر خواہ ہیں اُسی طرح وہ گورنمنٹ وقت کے سچے دل سے وفادار اور خیر خواہ ہیں۔ یہ انہیں کی ذات مبارک ہی جس نے حقوق رعایا و

حقوق گورنمنٹ کو روز روشن کی طرح کھول کر دکھا دیا اور اپنی جماعت کے دلوں میں اس محسن گورنمنٹ کے احسانات کو ایسے موثر اور گوناگون پیرایہ میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا جس سے اس سلطنت کے ساتھہ منافقانہ رنگ کا دھبہ اس پاک جماعت کے دلوں سے ایسا یک لخت اُڑ گیا کہ اُسکا نام و نشان تک نہ رہا یہہ وہی رنگ تہا جو متعصب اور جاہل ملاوں کے صحبت سے بیچارہ سادہ دل اور نادان مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں چڑہتا جاتا ہے اور وہ اسی طرح صدق دل سے گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار اور نمک حلال ہو گئے ہیں جس طرح کسی اسلامی حکومت کے ہونے چاہیے تھے۔

یہ بات خود گورنمنٹ پر بھی مخفی نہیں کہ جناب موصوف کا خاندان ہمیشہ سے اس گورنمنٹ کا وفادار اور جان نثار رہا ہے اور ہر اڑے وقت پر اپنی حیثیت سے بڑھکر خدمات بجا لاتا رہا ہے۔ جس سے حکام گورنمنٹ خود نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ جناب مرزا صاحب کے خاندان کو پہلے ہی سے اس گورنمنٹ سے تعلقات یگانگت حاصل ہیں گو حضرت موصوف کے بزرگ سپاہ اور سواروں سے مدد فرماتی تھی تاہم یہ اپنے رنگ میں پُرسوز دعاؤں کے لشکر سے امداد دینے میں فروگذاشت نہیں کرتے۔ چنانچہ جب کبھی سرحد افغانستان یا بلوچستان یا برہما میں جنگ و لڑائی پیش آئی تو یہ دعا کرتے رہے۔ حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ کی جوبلی پر بڑی خوشی منائی اور جلسہ منعقد کرکے انکی طول عمر اور اقبال کی دعا جناب الٰہی میں کی اور وہ اپنی اس طرز زندگی میں جو محض فقیرانہ زندگی ہے اور ہمیشہ سے گوشہ گذینی اور خلوت نشینی انکی عادت ہو رہی ہے بجز دعا کے اور کس طرح اپنی محسن اور مہربان گورنمنٹ کی مدد کر سکتے ہیں لہذا اس موقع پر بھی جبکہ سرکار برطانیہ کو ایک ایسی قوم سے جسکو در پردہ اور قوتیں مدد دے رہی ہیں جس سے ہماری گورنمنٹ کو ناحق تکلیف پہنچ رہی ہے اس ہمدرد خلائق نے مناسب سمجھا کہ فتحیابی کے لئے دعا کی جائے چنانچہ یکم فروری کو

حضرت اقدس موصوف نے اپنی جماعت کے لوگوں کو جو۔ افغانستان عراق ہندوستان کے مختلف بلاد مثلاً مدراس کشمیر شاہجہان پور جموں متھرا جھنگ ملتان پٹیالہ کپورتھلہ مالیر کوٹلہ لدھیانہ شاہپور سیالکوٹ گجرات لاہور امرتسر گورداس پور وغیرہ اضلاع سے آئے ہوئے تھے ارشاد فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ عید کے روز سرکار برطانیہ کی کامیابی کیلئے دُعا کیجائے جسکو سب نے بشگر خندہ پیشانی سے پسند کیا۔

بنا برین عید کے روز قریب ۸ بجے کے حضرت مسیح علیہ السلام معہ اپنی جماعت کے اُس وسیع میدان میں جو قصبہ قادیان کی جانب مغرب ہی اور جو قدیمی عیدگاہ ہی تشریف لے گئے اور نو ۹ بجے تک دور و نزدیک کے دیہات کے لوگ بھی وہاں جمع ہوتے رہے۔ پھر علامۃ الدہر وحید العصر حضرت مولٰنا مولوی نور الدین صاحب نے نماز عید الفطر پڑھائی اور بعد فراغت نماز عالیجناب حضرت امام الزمان نے کھڑے ہو کر خطبہ بہایت فصاحت و بلاغت سے پڑھا اور تقریر اسقدر پر تاثیر تھی کہ تمام لوگ جو تعداد میں ہزار سے کم نہ تھے ہمہ تن گوش ہو رہے تھے اور اسقدر واضح اور عام فہم تھی کہ دیہاتی آدمی بھی جو مویشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں متاثر ہو کر بول اُٹھے حضرت اقدس سب سچ کہہ رہے ہیں۔ اس تقریر میں جیسے کہ اصل تقریر سے واضح ہوگا اللہ تعالےٰ کے ساتھ ساتھ حکام مجازی کے حقوق کا کسقدر فوٹو کھینچا گیا ہے اور کس طرح رعایا کو بتلایا گیا ہے کہ اس گورنمنٹ برطانیہ کے کسقدر احسانات ہم مسلمانوں پر ہیں اور ہم مسلمان اپنے قرآن کی رو سے کس حد تک گورنمنٹ کی وفاداری اور جاں نثاری کے لئے پابند کئے گئے ہیں۔ کیا کوئی دنیا میں ہے کہ اس طرح چیر از روی مذہب گورنمنٹ برطانیہ کے حقوق صدق دلی اور نیک نیتی سے ثابت کرسکے۔ یہ اسی جوانمرد کا کام ہے

کہ جس نے اپنی جماعت کے دلوں میں گورنمنٹ کی نسبت سچی محبت بٹھا دی ہے اور بار ہا اپنی جماعت کو تحریراً و تقریراً بتاکید فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی ایک رائی کے دانہ کی برابر بھی اپنی گورنمنٹ سے منافقانہ روش اختیار کرے گا وہ ہماری جماعت میں شمار نہیں ہوگا اور وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہوگا۔ کیونکہ ہم لوگ گورنمنٹ برطانیہ کی کسی ذاتی منافع یا کسی خود غرضی کی بنا پر تعریف و توصیف نہیں کرتے بلکہ از روئے مذہب اسلام ہم مامور ہیں کہ ہم نہایت صفائی باطن اور صدق دل سے عملاً و قولاً وفاداری کا ثبوت دیں ہم کسی خطاب یا زمین یا جاگیر کے حاصل کرنیکے لئے منافقانہ چالیں یا خوشامدیں کرنی حرام سمجھتے ہیں چونکہ تقریر بجلسنہ ذیل میں لکھی جاتی ہے اسلئے ہمیں زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

خطبہ

جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جو بعد نماز عید الفطر پڑھا گیا

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا بہت شکر کرنا چاہئے جسنے انکو ایک ایسا دین بخشا ہے جو علمی اور عملی طور پر ہر ایک قسم کے فساد اور مکروہ باتوں اور ہر ایک نوع کی قباحت سے پاک ہے اگر انسان غور اور فکر سے دیکھے تو اسکو معلوم ہوگا کہ واقعی طور پر تمام محامد اور صفات کا

مستحق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی انسان یا مخلوق واقعی اور حقیقی طور پر حمد وثنا کا مستحق نہیں ہے۔ اگر انسان بغیر کسی قسم کی غرض کی ملونی کے دیکھے تو اسپر بدیہی طور پر کھل جاویگا کہ کوئی شخص جو مستحق حمد قرار پاتاہے وہ یاتو اسلئے مستحق ہو سکتاہی کہ کسی ایسے زمانہ میں جبکہ کوئی وجود نتھا اور نکسی وجود کی خبرتھی وہ اسکا پیدا کرنیوالا ہو۔ یا اسوجہ سے کہ ایسے زمانہ میں کہ کوئی وجود نہ تھا اور نہ معلوم تھا کہ وجود اور بقاء وجود اور حفظ صحت اور قیام زندگی کیلئے کیا کیا اسباب ضروری ہیں اس نے وہ سب سامان مہیا کئے ہوں یا ایسے زمانہ میں کہ اسپر بہت سی مصیبتیں آسکتی تھیں اسنے رحم کیا ہو اور اسکو محفوظ رکھا ہو۔ اور یا اسوجہ سے مستحق تعریف ہوسکتا ہے کہ محنت کرنیوالے کی محنت کو ضائع نکرے اور محنت کرنے والوں کے حقوق پورے طور پر ادا کری۔ اگرچہ بظاہر اجرت کرنے والے کے حقوق کا دینا معاوضہ ہے لیکن ایسا شخص بھی محسن ہو سکتا ہے جو پوری طور پر حقوق ادا کری۔ یہ صفات اعلیٰ درجہ کی ہیں جو کسی کو مستحق حمد وثنا بناسکتی ہیں۔ اب غور کرکے دیکھلو کہ حقیقی طور پر ان سب محامد کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کامل طور پر ان صفات سے متصف ہی اور کسی میں یہ صفات نہیں ہیں۔

اوّل دیکھو صفت خلق اور پرورش۔ یہ صفت اگرچہ انسان گمان کرسکتاہے کہ ماں باپ اور دیگر محسنوں کے اغراض و مقاصد ہوتے ہیں جنکی بناپر وہ احسان کرتے ہیں اسپر دلیل یہ ہے کہ مثلاً بچہ تندرست خوبصورت توانا پیدا ہو۔ تو ماں باپ کو خوشی ہوتی ہے

اور اگر لڑکا ہو تو پھر یہ خوشی اور بھی بڑی ہوتی ہے شادیانے بجائے جاتے ہیں۔ لیکن اگر لڑکی ہو تو گویا وہ گھر ماتمکدہ اور وہ دن سوگ کا دن ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں منہ دکھانیکے قابل نہیں سمجھتے۔ بسا اوقات بعض نادان مختلف تدابیر سے لڑکیونکو ہلاک کردیتے یا اُنکی پرورش میں کم التفات کرتے ہیں۔ اور اگر بچہ لُنجہ اندھا اپاہج پیدا ہو تو چاہتے ہیں کہ وہ مرجاوے اور اکثر دفعہ تعجب نہیں کہ خود بھی وبال جان سمجھکر مار دیتے ہوں میںنے پڑھا ہے کہ یونانی لوگ ایسے بچونکو عمداً ہلاک کردیتے تھے بلکہ اُن کے ہاں شاہی قانون تھا کہ اگر کوئی بچہ ناکارہ اپاہج اندھا وغیرہ پیدا ہو تو اُسکو فوراً ماردیا جائے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسانی خیالات میں پرورش اور خبرگیری کے ساتھ ذاتی اور نفسانی اغراض ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی اسقدر مخلوق کی (جس کے تصور اور بیان سے وہم اور زبان قاصر ہے اور جو زمین اور آسمان میں بھری پڑی ہے) خلق اور پرورش سے کوئی غرض نہیں ہے۔ وہ والدین کی طرح خدمت اور رزق نہیں چاہتا بلکہ اُس نے مخلوق کو محض ربوبیت کے تقاضہ سے پیدا کیا ہے ہرایک شخص مان لیگا کہ پودا لگانا پھر آبپاشی کرنا اور اُسکی خبرگیری رکھنا اور ثمردار درخت ہونے تک محفوظ رکھنا ایک بڑا احسان ہے۔ پس انسان اور اُسکی حالت اور غور و پرداخت پر غور کرو تو معلوم ہو گا کہ خدا تعالیٰ نے کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ اسقدر انقلابات اور بیکسیوں کی گھڑیوں میں کیسی کیسے تغیرات میں اس کی دستگیری فرمائی ہے۔

دوسرا پہلو جو ابھی میںنے بیان کیا ہے کہ قبل از پیدائش وجود

ایسے سامان ہوں کہ تمدنی زندگی اور قویٰ کے کام کے لئے پورا سامان موجود ہو۔ دیکھو ہم ابھی پیدا ہی نہ ہوئے تھے کہ سامان پہلے ہی کردیا ۔ منور سورج جو اب چڑھا ہوا ہے اور جس کی وجہ سے عام روشنی پھیلی ہوئی ہے اور دن چڑھا ہوا ہے اگر نہ ہوتا تو کیا ہم دیکھ سکتے تھے یا روشنی کے ذریعہ جو فوائد اور منافع ہمیں پہونچ سکتے ہیں ہم کس ذریعہ سے حاصل کرسکتے ۔ اگر سورج اور چاند یا اور کسی قسم کی روشنی نہ ہوتی تو بینائی بیکار ہوتی اگرچہ آنکھوں میں ایک قوت دیکھنے کی ہے مگر وہ بیرونی اورخارجی روشنی کے بدون نکمّی ہے پس یہ کسقدر احسان ہے کہ قویٰ سے کام لینے کیلئے اُنکی اُن ضروری سامانوں کو پہلے سے مہیّا کر دیا ۔ اور پھر یہ کسقدر اُسکی رحمت ہے کہ اُسنے ایسے قویٰ دیے ہیں اور اُن میں بالقوہ ایسی استعدادات رکھدی ہیں جو انسان کی تکمیل اور وصول الی الغایتہ کے لئے ازبس ضروری ہیں ۔ دماغ میں اعصاب میں عروق میں ایسے خواص رکھے ہیں کہ انسان اُنسے کام لیتا ہے اور اُنکی تکمیل کرسکتا ہے اسلئے کہ قوتوں کی تکمیل کا سامان ساتھ ہی پیدا کردیا ہے ۔ یہ تو اندرونی نظام کا حال ہے کہ ہرایک قوت اُس منشاء اور مفاد سے پوری مناسبت رکھتی ہے جسمیں انسان کی فلاح ہے اور بیرونی طور پر بھی ایسا ہی انتظام رکھا ہے کہ ہر شخص جس قسم کا حرفہ رکھتا ہے اُس کے مناسب حال ادوات و آلات قبل از وجود مہیا کررکھے ہیں مثلاً اگر کوئی جوتا بنانیوالا ہے تو اُسکو چمڑا اور دھاگا نہ ملے تو وہ

کہاں سے لائے اور کیونکر اپنے حرفہ کی تکمیل کرے اسیطرح درزی کو اگر کپڑا نہ ملے تو کیونکر سیئے۔ اسی طرح ہر نفس کا حال ہے طبیب کیسا ہی حاذق اور عالم ہو لیکن اگر ادویہ نہوں تو وہ کیا کرسکتا ہے بڑی سوچ اور فکر سے ایک نسخہ لکھکر دیگا لیکن بازار میں دوا نملے تو کیا کریگا۔ کسقدر خدا کا فضل ہے کہ ایکطرف تو اسنے علم دیا ہے اور دوسری طرف نباتات جمادات حیوانات جو مریضوں کے مناسب حال تھے پیدا کردئے ہیں اور انہیں قسم قسم کے خواص رکھے ہیں جو ہر زمانہ میں نا اندیشیدہ ضروریات کے کام آسکتے ہیں غرض خدا تم نے کوئی چیز بھی غیر مفید پیدا نہیں کی۔ کتب طب میں لکھا ہے کہ اگر کسی کا پیشاب بند ہوجائے تو بعض وقت جوں کو احلیل میں دینے سے پیشاب جاری ہوجاتا ہے۔ انسان ان اشیاء کی مدد سے کہانتک فائدہ اٹھاتا ہے کوئی اندازہ کرسکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ کسی کے تصور میں نہیں آسکتا پھر چوتھی بات پاداش محنت ہی اسکے لئے بھی خدا کا فضل درکار ہے مثلاً انسان کسقدر محنت مشقت سے زراعت کرتا ہے اگر خدا تعالیٰ کی مدد اسکے ساتھ نہو تو کیونکر اپنے گھر میں غلہ لاسکے اسی کے فضل و کرم سے اپنے وقت پر ہرایک چیز ہوتی ہے۔ چنانچہ اب قریب تھا کہ اس خشک سالی میں لوگ ہلاک ہوجاتے مگر خدا نے اپنے فضل سے بارش کردی اور بہت سے حصہ مخلوق کو سنبھال لیا غرض اولاً بالذات اکمل اور اعلیٰ طور سے خداتعالیٰ ہی مستحق تعریف ہے اسکے مقابلہ میں کسی دوسرے کا ذاتی طور پر کوئی بھی استحقاق نہیں اگر کسی دوسرے کو استحقاق تعریف کا ہے تو صرف طفیلی طور پر ہے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کا رحم ہے کہ باوجودیکہ وہ وحدہ

لا شریک ہے مگر اُس نے طفیلی طور پر بعض کو اپنے محامد میں شریک کرلیا ہے جیسے اس **سورہ** شریفہ میں بیان فرمایا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

اس میں اللہ تعالیٰ نے حقیقی مستحق حمد کے ساتھ عارضی مستحق حمد کا بھی اشارۃً ذکر فرمایا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اخلاق فاضلہ کی تکمیل ہو۔ چنانچہ اس سورہ میں تین قسم کے حق بیان فرمائے ہیں اوّل فرمایا کہ تم پناہ مانگو اللہ کے پاس جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے اور جو **ربّ** ہی لوگوں کا اور **ملک** بھی ہے اور **معبود** و مطلوب حقیقی بھی ہے - یہ سورہ اس قسم کی ہے کہ اسمیں اصل توحید کو تو قائم رکھا ہے مگر معًا یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ دوسرے لوگوں کے حقوق بھی ضائع نہ کریں جو ان اسماء کے مظہر ظلّی طور پر ہیں۔ **ربّ** کے لفظ میں اشارہ ہے کہ گو حقیقی طور پر خدا ہی پرورش کرنے والا اور تکمیل تک پہونچانے والا ہے لیکن عارضی اور ظلّی طور پر دو اور بھی وجود ہیں جو ربوبیت

کے مظہر ہیں ایک جسمانی طور پر دوسرا روحانی طور پر جسمانی طور پر والدین ہیں اور روحانی طور پر مرشد اور ہادی ہے دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ بھی ذکر فرمایا ہے

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ

یعنی خدا نے یہ چاہا ہے کہ کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے احسان کرو۔ حقیقت میں کیسی ربوبیت ہے کہ انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا اُس حالت میں ماں کیا کیا خدمات کرتی ہے اور والد اُس حالت میں ماں کی مہمات کا کیسا متکفل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ناتوان مخلوق کی خبرگیری کے لئے دو محل پیدا کردئے ہیں اور اپنی محبت کے انوار سے ایک پرتو محبت کا اُن میں ڈالدیا ہے مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ماں باپ کی محبت عارضی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت حقیقی ہے اور جب تک قلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا القا نہ ہو کوئی فرد بشر خواہ دوست ہو یا کوئی برابر درجہ کا ہو یا کوئی حاکم ہو کسی سے محبت نہیں کرسکتا اور یہ خدا کی کمال ربوبیت کا راز ہے کہ ماں باپ بچوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ اُن کے تکفل میں ہر قسم کے دُکھ شرح صدر سے اُٹھاتے ہیں یہانتک کہ اُن کی زندگی کے لئے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے پس خدا تعالیٰ نے تکمیل اخلاق فاضلہ کیلئے رَبِّ النَّاس کے لفظ میں والدین اور مرشد کی طرف

ایما فرمایا ہے تا کہ اس مجازی اور مشہود سلسلہ شکر گذاری سے حقیقی رب و ہادی کی شکر گذاری میں قدم اُٹھائیں اسی راز کے حل کی یہ کلید ہے کہ اس سورہ شریفہ کو رب الناس سے شروع فرمایا ہے اِلٰہ النّاس سے آغاز نہیں کیا۔ چونکہ مرشد روحانی خدا تعالےٰ کے منشاء کے موافق اُس کی توفیق و ہدایت سے تربیت کرتا ہے اس لئے وہ بھی اسی میں شامل ہے پھر دوسرا ٹکڑا اسمیں مَلِكِ النَّاسِ ہے یعنی تم پناہ مانگو خدا کے پاس جو تمھارا بادشاہ ہے۔ یہ ایک اور اشارہ ہے تا لوگوں کو متمدن دنیا کے اصول سے واقف کیا جاوے اور مہذب بنایا جاوے۔ حقیقی طور پر تو اللہ تعالیٰ ہی بادشاہ ہے مگر اسمیں اشارہ ہے کہ ظلی طور پر بادشاہ ہوتے ہیں اور اسی لئے اسمیں اشارۃً ملک وقت کے حقوق کی نگہداشت کی طرف بھی ایما ہے یہاں کافر اور مشرک اور موحّد بادشاہ یعنی کسی قسم کی قید نہیں بلکہ عام طور پر ہے خواہ کسی مذہب کا بادشاہ ہو۔ مذہب اور اعتقاد کے حصے جدا ہیں قرآن میں جہاں جہاں خدا نے محسن کا ذکر فرمایا ہے وہاں کوئی شرط نہیں لگائی کہ وہ مسلمان ہو اور موحّد ہو اور فلاں سلسلہ کا ہو بلکہ عام طور پر محسن کی نسبت ذکر ہے خواہ وہ کوئی مذہب کہتا ہو اور پھر خدا تعالےٰ اپنے کلام پاک میں محسن کے ساتھ احسان کرنیکی سخت تاکید فرماتا ہے جیسا آئت ذیل سے ہویدا ہے

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

کیا احسان کا بدلا احسان کے سوا بھی ہو سکتا ہے

اب ہم اپنی **جماعت** کو اور تمام سُننے والوں کو بڑی صفائی اور وضاحت سے سُناتے ہیں کہ **سلطنت انگریزی** ہماری محسن ہے اُس نے ہمپر بڑے بڑے احسان کئے ہیں۔ جس کی عمر ساٹھہ یا ستّر برس کی ہوگی وہ خوب جانتا ہوگا کہ ہمپر **سِکھّوں** کا ایک زمانہ گذرا ہے اُس وقت مسلمانوں پر جسقدر آفتیں حائل تھیں وہ پوشیدہ نہیں ہیں اُن کی یاد سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور دل کانپ اُٹھتا ہے۔ اُس وقت مسلمانوں کو عبادات اور فرائض مذہبی کی بجا آوری سے جنکا بجالانا اُنکو جان سے عزیز تر ہے روکا گیا تھا۔ بانگ نماز جو نماز کا مقدمہ ہے اُسکو باآواز بلند پکارنے سے منع کیا گیا تھا۔ اگر کبھی موذن کے مُنہ سے سہوًا **اَللّٰہُ اَکبر** باآواز بلند نکل جاتا تو اُسکو مارڈالا جاتا تھا اسی طرحپر مسلمانوں کے حلال و حرام کے معاملہ میں بیجا تصرف کیا گیا تھا۔ ایک گائے کے مقدمہ میں ایک دفع پانچہزار غریب مسلمان قتل کئے گئے۔ بٹالہ کا واقعہ ہے کہ ایک سیّد وہیں کا رہنے والا باہر سے دروازہ پر آیا وہاں گائیوں کا ہجوم تھا اُسنے تلوار کی نوک سے ذرہ ہٹایا ایک گائی کے چمڑیکو اتفاق سے خفیف سی خراش پہونچ گئی اُس بیچارہ کوپکڑلیا گیا اور اس امر پر زور دیا گیا کہ اسکو قتل کردیا جائے آخر بڑی سفارشوں کے بعد جانسے بچگیا لیکن اُسکا ہاتہ ضرور کاٹا گیا۔ مگر اب دیکھو کہ ہرقوم و مذہب کے لوگوں کو کیسی آزادی ہے ہم صرف مسلمانوں ہی کا ذکر کرتے ہیں فرائض مذہبی اور عبادات کے بجا لانے میں **سلطنت** نے

پوری آزادی دے رکھی ہے اور کسی کے مال و جان و آبروسے
کوئی ناحق کا تعرض نہیں برخلاف اُس پُر فتن وقت کے کہ
ہرایک شخص کیسا ہی اُس کا حساب پاک ہو اپنی جان و مال
پر لرزتا رہتا تھا۔ اب اگر کوئی خود اپنا چلن آپ خراب کرلے اور
اپنی کجروی اور بے اندامی اور ارتکاب جرائم سے خود مستوجب عقوبت
ٹھہر جائے تو اور بات ہے۔ یا خود ہی سوء اعتقاد اور غفلت
کی وجہ سے عبادت میں کوتاہی کرے تو جدا امر ہے لیکن گورنمنٹ
کی طرف سے ہر طرح کی پوری آزادی ہے۔ اس وقت جسقدر
عابد بننا چاہو بنو کوئی روک نہیں گورنمنٹ خود معابد مذہبی
کی حرمت کرتی ہے اور اُن کی مرمت وغیرہ پر ہزاروں روپیہ
خرچ کردیتی ہے سکھوں کے زمانہ میں اس کے خلاف یہ حال
تھا کہ مسجدوں میں بھنگ گھٹتی تھی اور گھوڑے بندھتے تھے
جس کا نمونہ خود یہاں قادیان میں موجود ہے اور پنجاب
کے بڑے بڑے شہروں میں اسکے بکثرت نمونے ملیں گے۔ لاہور میں
آجتک کئی ایک مسجدیں سکھوں کے قبضہ میں ہیں۔ آج اُسکے
مقابل میں گورنمنٹ انگلشیہ ان بزرگ مکانوں کی ہر قسم کی واجب
عزت کرتی ہے اور مذہبی مکانات کی تعظیم وتکریم اپنے فرائض میں سے
سمجھتی ہے جیساکہ ان ہی دنوں حضور وائسرائے لارڈ کرزن
صاحب بہادر بالقابہ نے دہلی کی جامع مسجد میں جوتا پہنکر
جانے کی مخالفت اپنی عملی حالت سے ثابت کردی اور قابل
اقتدا نمونہ بادشاہانہ اخلاق فاضلہ کا دیا اور اُن کی ان تقریروں

سے جو وقتاً فوقتاً انھوں نے مختلف موقعوں پر کی ہیں صاف
معلوم ہوگیا ہے کہ وہ مذہبی مکانات کی کیسی عزت کرتے ہیں
پھر دیکھو کہ گورنمنٹ نے کہیں منادات نہیں کی کہ کوئی باآواز
بلند بانگ ندے یا روزہ نہ رکھے بلکہ انھوں نے ہرقسم
کی تغذیہ کے سامان مہیّا کئے ہیں جسکا سِکھوں کے ذلیل زمانہ
میں نام و نشان تک نتھا۔ برف سوڈا واٹر اور بسکٹ
ڈبل روٹی وغیرہ ہر قسم کی غذائیں بہم پہونچائیں اور ہر قسم
کی سہولت دے رکھی ہے یہ ایک ضمنی امداد ہے جو ان لوگوں
سے ہمارے شعائر اسلام کو پہونچی ہے۔ اب اگر کوئی خود
روزہ نہ رکھے تو یہ اور بات ہے افسوس کی بات ہے کہ
مسلمان خود شریعت کی توہین کرتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو جنھوں
نے ان دنوں روزے رکھے ہیں وہ کچھ دُبلے نہیں ہوگئے
اور جنھوں نے استخفاف کے ساتھ اس مہینہ کو گذارا ہے
وہ کچھ موٹے نہیں ہوگئے ان کا بھی وقت گذرگیا اور اُنکا
بھی زمانہ گذر گیا۔ جاڑہ کے روزے تھے صرف غذا کے اوقات
کی ایک تبدیلی تھی سات آٹھ بجے نہ کھائی چار پانچ بجے
کھالی باوجود اسقدر رعایت کے پھر بھی بہتوں نے شعائراللہ
کی عظمت نہیں کی اور خدا تعالی کے اس واجب التکریم مہمان
ماہ رمضان کو بڑی حقارت سے دیکھا۔ اس قدر آسانی کے
مہینوں میں رمضان کا آنا ایک قسم کا معیار تھا اور مطیع
و عاصی میں فرق کرنیکے لئے یہ روزے میزان کا حکم رکھتے تھے

خدا تعالی کی طرف سے سلطنت نے ہر قسم کی آزادی دے رکھی ہے طرح طرح کے پھل اور غذائیں میسر آتی ہیں کوئی آسایش و آرام کا سامان نہیں جو آج مہیا نہ ہو سکتا ہو۔ بااینہمہ جو پرواہ نہیں کی گئی اس کی کیا وجہ ہے یہی کہ دلوںمیں ایمان نہیں رہا ۔ افسوس خدا کے ایک ادنیٰ بھنگی کے برابر بھی لحاظ نہیں کیا جاتا گویا یہ خیال ہے کہ خدا سے کبھی واسطہ ہی نہ ہوگا اور نہ کبھی اُس سے پالا پڑے گا اور اُس کی عدالت کے سامنے جانا ہی نہیں ہوگا کاش منکر غور کریں اور سوچیں کہ کروڑوں سورجوں کی روشنی سے بھی بڑھکر خدا تعالی کی ہستی کے ثبوت ہیں افسوس کی جگہ ہے کہ ایک جوتہ کو دیکھکر یقینی طور پر سمجھ لیا جاتا ہے کہ اسکا کوئی بنانیوالا ہے مگر یہ کسقدر بد بختی ہے کہ خدا تعالی کی بے انتہا مخلوق کو دیکھکر بھی اُس پر ایمان نہ ہو یا ایسا ایمان ہو جو نہونیں داخل ہے خدا تعالی کی ہم پر بہت رحمتیں ہیں ازانجملہ ایک یہ ہی کہ اُس نے ہمکو جلتے ہوے تنور سے نکالا سِکھوں کا زمانہ ایک آتشی تنوّر تھا اور انگریزوں کا قدم رحمت و برکت کا قدم ہی۔ میںنے سُنا ہے کہ جب اوّل ہی اول انگریز آئے تو ہوشیارپور میں کسی مؤذن نے اونچی اذان کہی چونکہ ابھی ابتدا تھی اور ہندؤں اور سکھوں کا خیال تھا کہ یہ بھی اونچی اذان کہنے پر روکیں گے یا ان کی طرح اگر گائے کو کسی سے زخم لگ جائے تو اُس کا ہاتھ کاٹیں گے اُس اونچی اذان کہنی والی مؤذن کو پکڑ لیا۔ ایک بڑا بھاری ہجوم ہوکر ڈپٹی کمشنر کے سامنے

اُسو لے گئے بڑے بڑے رئیس مہاجن جمع ہوے اور کہا حضور ہمارے آٹے بھرشت ہو گئے ہمارے برتن ناپاک ہو گئے جب یہ باتیں اُس انگریز کو سُنائی گئیں تو اُسے بڑا تعجب ہوا کہ کیا بانگ میں ایسی خاصیت ہے کہ کھانیکی چیزیں ناپاک ہو جاتی ہیں اُس نے سررشتہ دار سے کہا کہ جب تک تجربہ نہ کر لیا جائے اس مقدمہ کو نہ کرنا چاہیئے چنانچہ اُسنے مؤذن کو حکم دیا کہ تو پھر اُسی طرح بانگ دے وہ ڈرا کہ شاید دوسرا جرم قائم نہ ہو بانگ دینی ذرہ جھجھکا مگر جب اُسکو تسلی دیگئی اُسنے اُسی قدر زور سے بانگ دی صاحب بہادر نے کہا کہ ہمکو تو اس سے کوئی ضرر نہیں پہنچا سررشتہ دار سے پوچھا کہ تمکو کوئی ضرر پہنچا اُس نے بھی کہا کہ حقیقت میں کوئی ضرر نہیں ہوا۔ آخر اُس کو چھوڑ دیا گیا اور کہا گیا کہ جاؤ جس طرح چاہو بانگ دو۔ اللہ اکبر یہ کس قدر آزادی ہے اور کسقدر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے پھر ایسے احسان پر اور ایسے انعام صریح پر بھی اگر کوئی دل گورنمنٹ انگریزی کا احسان محسوس نہیں کرتا تو وہ دل بڑا کافر نعمت اور نمک حرام اور سینہ سے چیر کر نکال ڈالنے کے لائق ہے۔

خود ہمارے اس گاؤں میں جہاں ہماری مسجد ہے کار داروں کی جگہ تھی اُسوقت ہمارے بچپن کا زمانہ تھا لیکن میں نے معتبر آدمیوں سے سُنا ہے کہ جب انگریزوں کا دخل ہو گیا تو چند روز تک وہی سابقہ قانون رہا اُنہی ایام میں ایک کاردار یہاں آیا ہوا تھا اُسکے پاس

ایک مسلمان سپاہی تھا وہ مسجد میں آیا اور موذن کو کہا کہ بانگ دو اسنے وہی ڈرتے ڈرتے گنگنا کر اذان دی سپاہی نے کہا کہ کیا تم اسی طرح پر بانگ دیا کرتے ہو موذن نے کہا ہاں اسی طرح دیتے ہیں سپاہی نے کہا کہ نہیں کوٹھے پر چڑھکر اونچی آواز سے اذان دو۔ اور جسقدر زور سے ممکن ہوسکتا ہے بانگ دو وہ ڈرا آخر اس نے سپاہی کے کہنے پر زور سے بانگ دی اسپر تمام ہندو اکٹھے ہوگئے اور ملا کو پکڑ لیا وہ بیچارہ بہت ڈرا اور گھبرایا کہ کاردار مجھے پھانسی دیدے گا سپاہی نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں آخر سنگدل چھتری مار برہمن اس کو پکڑ کر کاردار کے پاس لے گئے اور کہا کہ مہاراج اس نے ہمکو بھرشٹ کردیا کاردار تو جانتا تھا کہ سلطنت تبدیل ہوگئی ہے اور اب وہ سِکھّا شاہی نہیں رہی مگر ذرا دبی زبان سے پوچھا کہ تو نے اونچی آواز سے کیوں بانگ دی؟ سپاہی نے آگے بڑھکر کہا کہ اسنے نہیں میںنے بانگ دی کاردار نے کہا کمبختو! کیوں شور ڈالتے ہو لاہور میں تو اب کھلے طور سے گایاں ذبح ہوتی ہیں تم اذان کو روتے ہو جاؤ چپکے ہو کر بیٹھ رہو۔ الغرض یہ واقعی اور سچی بات ہے جو ہماری دلسے نکلتی ہے جس قوم نے ہمکو تحت الثریٰ سے نکالا ہے اسکا احسان ہم نہ مانیں تو پھر یہ کسقدر ناشکری اور نمک حرامی ہے۔

اس کے علاوہ پنجاب میں بڑی جہالت پھیلی ہوئی تھی ایک بوڑھی آدمی کُتے شاہ نے بیان کیا کہ میںنے اپنے استاد کو دیکھا ہے

کہ وہ بڑے تضرع سے دعا کیا کرتے تھے کہ صحیح بخاری کی
ایک دفعہ زیارت ہو جائے اور بعض وقت اس خیال سے کہ کہاں
اسکی زیارت ممکن ہے دعا کرتے کرتے اتنا روتے کہ انکی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں
اب وہی بخاری دو چار روپے میں امرتسر اور لاہور سے ملتی
ہے۔ ایک مولوی شیر محمد صاحب تھے کہیں سے دو چار ورق
احیاء العلوم کے اُن کو مل گئے تھے کتنی مدت تک ہر نماز کے
بعد نمازیوں کو بڑی خوشی اور فخر سے دکھایا کرتے تھے کہ یہ
احیاء العلوم ہے اور تڑپتے تھے کہ پوری کتاب کہیں سے ملجائے
اب جا بجا احیاء العلوم مطبوعہ موجود ہے۔ غرض انگریزی مقدم
کی برکت سے لوگوں کی دینی آنکھ بھی کھل گئی ہے اور خدا تعا
خوب جانتا ہے کہ اسی سلطنت کے ذریعہ دین کی کسقدر اعانت
ہوئی ہے کہ کسی اور سلطنت میں ممکن ہی نہیں پریس کی برکت اور
قسم قسم کے کاغذ کی ایجاد سے ہر قسم کی کتابیں تھوڑی تھوڑی
قیمت پر میسر آسکتی ہیں اور پھر ڈاکخانہ کے طفیل کہیں سے
کہیں گھر بیٹھے بٹھائے پہونچ جاتی ہیں اور یوں دین کی
صداقتوں کی تبلیغ کی راہ کسقدر سہل اور صاف ہوگئی ہے۔ پھر
منجملہ اور برکات کے جو تائید دین کے لئے اس گورنمنٹ کے عہد
میں ملی ہیں ایک یہ بھی ہے کہ عقلی قویٰ اور ذہنی طاقتوں میں
بڑی ترقی ہوئی ہے اور چونکہ گورنمنٹ نے ہر ایک قوم کو
اپنے مذہب کی اشاعت کی آزادی دے رکھی ہے اسلئے ہر طرح پر لوگوں کو
ہر ایک مذہب کے اصول اور دلائل پر کھنے اور اُن پر غور کرنے

کا موقع مل گیا ہے - اسلام پر جب مختلف مذہب والوں نے
حملے کیئے تو اہل اسلام کو اپنے مذہب کی تائید اور صداقت کیلئے
اپنی مذہبی کتابوں پر غور کرنے کا موقع ملا اور اُن کی عقلی قوتوں
میں ترقی ہوئی قاعدہ کی بات ہے کہ جیسے جسمانی قوی ریاضت کرنے
سے بڑھتے ہیں ایسا ہی روحانی قویٰ بھی ریاضت سے نشو و نما
پاتے ہیں جیسا گھوڑا چابکسوار کے نیچے آکر درست ہوتا ہے
اسی طرح سے انگریزوں کے آنے سے مذہب کے اصولوں پر غور
کرنے کا موقع ملا ہی اور تدبّر کرنے والوں کو استقامت اور استحکام
اپنے مذہب حق میں زیادہ ملگیا اور جس جس موقع پر قرآن کریم
کے مخالفوں نے انگشت رکھی وہیں سے غور کرنے والوں کو ایک
گنج معارف ہاتھ لگا اور اس آزادی کی وجہ سے علم کلام نے بھی معتد بہ
ترقی کی اور یہ ترقی مخصوصًا اسیجگہ پر ہوئی ہے اب اگرکوئی روم یا شام کا
رہنے والا خواہ وہ کیسا ہی عالم و فاضل کیوں نہ ہو آجائے
تو وہ عیسائیوں یا آریوں کے اعتراضات کا کافی جواب نہ
دے سکے گا کیونکہ اسکو ایسی آزادی اور وسعت کے ساتھ مختلف
مذاہب کے اصولوں کے موازنہ کرنے کا موقع نہیں ملا غرض جیسے
جسمانی طور پر گورنمنٹ انگلشیہ سے ملک میں امن ہوا ایسے
ہی روحانی امن بھی پوری طرح پھیلا چونکہ ہمارا تعلّق دینی اور
روحانی باتوں سے ہے اس لئے ہم زیادہ تر اُن امور کا ذکر کریں
گے جو فرائض مذہب کے ادا کرنے میں گورنمنٹ کی طرف سے ہمکو
بطور احسان ملے ہیں پس یاد رکھنا چاہیے کہ انسان پوری آزادی

اور اطمینان کے ساتھ عبادات کو جب ہی بجا لا سکتا ہے کہ اسمیں **چار شرطیں** موجود ہوں اور وہ یہ ہیں۔

اوّل صحت۔ اگر کوئی شخص ایسا ضعیف ہو کہ چار پائی سے اُٹھ نہ سکے وہ صوم و صلوٰۃ کا کیا پابند ہو سکتا ہی اور پھر وہ اسیطرح پر حج زکوٰۃ وغیرہ بہت سے ضروری امور کی بجا آوری سے قاصر رہیگا۔ اب دیکھنا چاہیے کہ گورنمنٹ کے طفیل سے ہمکو صحت جسمانی کے بحال رکھنے کے لیۓ کس قدر سامان ملے ہیں ہر بڑے شہر اور قصبہ میں کوئی نہ کوئی ہسپتال ضرور ہے جہاں مریضوں کا علاج نہایت دلسوزی اور ہمدردی سے کیا جاتا ہے اور دوا اور غذا وغیرہ مفت دی جاتی ہیں بعض بیماروں کو ہسپتال میں رکھکر ایسے طور پر اُنکی نگہداشت اور غور و پرداخت کی جاتی ہے کہ کوئی اپنے گھر میں بھی ایسی آسانی اور سہولت اور آرام کے ساتھ علاج نہیں کرا سکتا۔ حفظان صحت کا ایک الگ محکمہ بنا رکھا ہے جسپر کروڑہا روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے قصبات اور شہروں کی صفائی کے بڑے بڑے سامان بہم پہونچائے ہیں گندے پانی اور مواد ردیہ مضر صحت کے دفع کرنے کے لئے الگ انتظام ہیں۔ پھر ہر قسم کی سریع الاثر ادویہ طیار کرکے بہت کم قیمت پر مہیا کی جاتی ہیں یہانتک کہ ہر ایک آدمی چند دوائیں اپنے گھر میں رکھکر بوقت ضرورت علاج کر سکتا ہے۔ بڑی بڑی میڈیکل کالج جاری کرکے طبّی تعلیم کو کثرت سے پھیلایا گیا ہی یہانتک کہ دیہات میں بھی ڈاکٹر

ملتے ہیں۔ بعض خطرناک امراض مثلاً چیچک ہیضہ طاعون وغیرہ کے دفعیہ کے لئے حال ہی میں طاعون کے متعلق جس قدر کارروائی گورنمنٹ کی طرف سے عمل میں آئی ہے وہ بہت ہی کچھہ شکر گذاری کے قابل ہے غرض صحت کے لحاظ سے گورنمنٹ نے ہر قسم کی ضروری امداد دی ہے اور اس طرح پر عبادت کے لئے پہلی اور ضروری شرط کے پورا کرنیکے واسطے بہت بڑی تائید کی ہے۔

دوسری شرط ایمان ہے۔ اگر خدا تعالےٰ اور اُس کے احکام پر ایمان ہی نہ رہا ہو اور اندر ہی اندر بیدینی اور الحاد کا جذام لگ گیا ہو تو بھی تعمیل احکام الٰہی نہیں ہوسکتی یہی وجہ ہو کہ بہت لوگ کہا کرتے ہیں۔ ایہہ جگ مٹھا تے اگلا کن ڈٹھا۔ افسوس ہے دو آدمیوں کی شہادت پر ایک مجرم کو پھانسی مل سکتی ہے مگر باوجودیکہ ایک لاکھہ چوبیس ہزار پیغمبر اور بے انتہا ولیوں کی شہادت موجود ہے لیکن ابھی تک اس قسم کا الحاد لوگوں کے دلوں سے نہیں گیا۔ ہر زمانہ میں خداتعالیٰ اپنے مقتدر نشانوں اور معجزات سے **انا الموجود** کہتا ہے مگر یہ کمبخت کان رکھتے ہوئے بھی نہیں سُنتے۔ غرض یہ شرط بھی بہت بڑی ضروری شرط ہے اس کے لئے بھی ہمیں گورنمنٹ انگلشیہ کا شکر گذار ہونا چاہیے کیونکہ ایمان و اعتقاد پختہ کرنیکے لئے عام تعلیم مذہبی کی ضرورت

تھی اور مذہبی تعلیم کا انحصار مذہبی کتابوں کی اشاعت سے وابستہ تھا۔ پریس اور ڈاک خانہ کی برکت سے ہر قسم کی مذہبی کتابیں مل سکتی ہیں اور اخبارات کے ذریعہ تبادلہ خیالات کا موقع بھی ملتا ہے سعید الفطرت لوگوں کے لئے بڑا بھاری موقع حاصل ہے کہ ایمان و اعتقاد میں رسوخ حاصل کریں۔ ان باتوں کے علاوہ جو ضروری اور اشد ضروری بات ایمان کے رسوخ کے لئے ہے وہ خدا تعالیٰ کے **نشانات** ہیں جو اُس شخص کے ہاتھ پر سرزد ہوتے ہیں جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہی اور اپنے طرز عمل سے گم شدہ صداقتوں اور معرفتوں کو زندہ کرتا ہے سو خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ اُسنے اس زمانہ میں ایسے **شخص کو پھر ایمان زندہ کرنے کے لئے مامور کیا** اور اس لئے بھیجا کہ تا لوگ قوۃ یقین میں ترقی کریں وہ اسی مبارک گورنمنٹ کے عہد میں آیا۔ وہ کون ہے؟ **وہی جو تم میں کھڑا ہوا بول رہا ہے**

چونکہ یہ مسلّم بات ہے کہ جب تک پورے طور پر ایمان نہ ہو نیکی کے اعمال انسان علی وجہ الاتم بجا نہیں لا سکتا جس قدر کوئی پہلو یا کنگرہ ایمان کا گرا ہوا ہو اسی قدر انسان اعمال میں سُست اور کمزور ہو گا اس بنا پر **ولی** وہ کہلاتا ہے جسکا ہر پہلو **سالم** ہو اور وہ کسی پہلو سے کمزور نہ ہو اُس کی عبادات اکمل و اتم طور پر صادر ہوتی ہوں غرض دوسری شرط ایمان کی سلامتی ہے۔

تیسری شرط انسان کے لئے **طاقت مالی** ہے۔مساجد کی تعمیر
اور امور متعلقہ اسلام کی بجا آوری مالی طاقت پر منحصر ہے۔
اس کے سوا تمدنی زندگی اور تمام امور کا اور خصوصًا مساجد
کا انتظام بہت مشکل سے ہوتا ہے اب اس پہلو کے لحاظ
سے گورنمنٹ انگلشیہ کو دیکھو۔ گورنمنٹ نے ہر قسم کی تجارت
کو ترقی دی۔ تعلیم پھیلا کر ملک کے باشندوں کو نوکریاں دیں
اور بعض کو بڑے بڑے عہدے بھی دیئے سفر کے وسائل بہم پہنچا کر
دوسرے ملکوں میں جاکر روپیہ کمالانے میں مدد دی چنانچہ ڈاکٹر
پلیڈر عدالتوں کے عہدہ دار سررشتہ تعلیم کے ملازموں کو دیکھو غرض بہت سے ذریعوں
سے لوگ معقول روپیہ کماتے ہیں اور تجارت کرنے والے سوداگر
قسم قسم کے تجارتی مال ولایت اور دور دراز ملکوں افریقہ اور آسٹریلیا
وغیرہ میں جا کر مالا مال ہو کر آتے ہیں غرض گورنمنٹ نے روزگار عام کردیا ہے
اور روپیہ کمانیکے بہت سے ذریعے پیدا کردئے ہیں۔

چوتھی شرط امن ہے۔ یہ امن کی شرط انسان کے
اپنے اختیار میں نہیں ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اسکا
انحصار علی الخصوص سلطنت پر رکھا گیا ہے۔ جس قدر سلطنت
نیک نیت اور اُس کا دل کھوٹ سے پاک ہو گا اسی قدر
یہ شرط زیادہ صفائی سے پوری ہو گی اب اس زمانہ میں امن
کی شرط اعلی درجہ پر پوری ہورہی ہے۔ میں خوب یقین رکھتا ہوں
کہ سکھوں کے زمانہ کے دن انگریزوں کے زمانہ کی راتوں سے بھی
کم درجہ پر تھے یہاں سے قریب ہی بوٹر + ایک گاؤں ہے وہاں

+ یہ موضع قادیان شریف سے دو میل کے فاصلہ پر ہوگا۔جمالی۔

اگر یہاں سے کوئی عورت جایا کرتی تھی تو رو رو کر جایا کرتی تھی کہ خدا جانے پھر واپس آنا ہو گا یا نہیں اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ انسان زمین کی انتہا تک چلا جائے اُسکو کسی قسم کا خطرہ نہیں سفر کے وسائل ایسے آسان کردیئے ہیں کہ ہر ایک قسم کا آرام حاصل ہے گویا گھر کی طرح ریل میں بیٹھا ہوا یا سویا ہوا جہاں چاہے چلا جائے۔ مال و جان کی حفاظت کیلئے پولیس کا وسیع صیغہ موجود ہے۔ حقوق کی حفاظت کے لئے عدالتیں کھلی ہیں جہاں تک چاہے چارہ جوئی کرتا چلا جائے یہ کس قدر احسان ہیں جو ہماری عملی آزادی کا موجب ہوئے ہیں بس اگر ایسی حالت میں جبکہ جسم و روح پر بے انتہا احسان ہو رہے ہوں ہم میں صلح کاری اور شکر گذاری کا مادہ پیدا نہیں ہوتا تو تعجب کی بات ہے؟ جو مخلوق کا شکر نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔ وجہ کیا ہے؟ اس لئے کہ وہ مخلوق بھی تو خدا ہی کا فرستادہ ہوتا ہے اور خدا ہی کے ارادہ کے تحت میں چلتا ہے۔ العرض یہ سب امور جو میں نے بیان کئے ہیں ایک نیک دل انسان کو مجبور کردیتی ہیں کہ وہ ایسے محسن کا شکر گذار ہو یہی وجہ ہے کہ ہم بار بار اپنی تصنیفات میں اور اپنی تقریروں میں گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانوں کا ذکر کرتے ہیں کیونکہ ہمارا دل واقعی اُس کے احسانات کی لذت سے بھرا ہوا ہے احسان فراموش نادان اپنی منافقانہ فطرتوں پر قیاس کرکے ہمارے اس طریق عمل کو جو صدق و اخلاص سے پیدا ہوتا ہے جھوٹی خوشامد پر حمل کرتے ہیں اب میں پھر اصل بات کی طرف عود کر کے

بتانا چاہتا ہوں کہ پہلے اس سورۃ میں خدا تعالیٰ نے **رَبِّ النَّاسِ** فرمایا پھر **مَلِكِ النَّاسِ** آخر میں **اِلٰهِ النَّاسِ** فرمایا جو اصلی مقصود اور مطلوب انسان ہے **اِلٰه** کہتے ہیں معبود مقصود۔ مطلوب کو۔ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کے معنی یہی ہیں کہ **لَا مَعْبُوْدَ لِیْ وَ لَا مَقْصُوْدَ لِیْ وَ لَا مَطْلُوْبَ لِیْ اِلَّا اللّٰهُ** یہی سچی توحید ہے کہ ہر مدح و ستائش کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی کو ٹھیرایا جاوے۔ پھر فرمایا **مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ** یعنی وسوسہ ڈالنے والے خناس کے شر سے پناہ مانگو۔ خناس عربی میں سانپ کو کہتے ہیں جسے عبرانی میں نحاش کہتے ہیں اس لئے کہ اس نے پہلے بھی بدی کی تھی۔ یہاں ابلیس یا شیطان نہیں فرمایا تاکہ انسان کو اپنی ابتدا کی ابتلا یاد آوے کہ کس طرح شیطان نے ان کے ابوین کو دھوکا دیا تھا اُس وقت اُس کا نام خناس ہی رکھا گیا تھا یہ ترتیب خدا نے اس لئے اختیار فرمائی ہے تاکہ انسان کو پہلے واقعات پر آگاہ کرے کہ جس طرح شیطان نے خدا کی اطاعت سے انسان کو فریب دیکر روگرداں کیا ویسے ہی وہ کسی وقت ملک وقت کی اطاعت سے بھی عاصی اور روگرداں نہ کرادے یوں انسان ہر وقت اپنے نفس کے ارادوں اور منصوبوں کی جانچ پرتال کرتا رہے کہ مجھ میں ملک وقت کی اطاعت کسقدر ہے اور کوشش کرتا رہے اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا رہے کہ کسی مدخل سے شیطان اُس میں داخل نہ ہو جائے۔ اب اس سورۃ میں جو اطاعت کا حکم ہے وہ خدا تعالیٰ ہی کی اطاعت کا حکم ہے کیونکہ

اصلی اطاعت اُسی کی ہے مگر والدین مرشد و ہادی اور بادشاہ وقت
کی اطاعت کا حکم بھی خدا ہی نے دیا ہے اور اطاعت کا فائدہ
یہ ہو گا کہ خنّاس کے قابو سے بچ جاؤ گے پس پناہ مانگو کہ خناس
کی وسوسہ اندازی کے شرّ سے محفوظ رہو کیونکہ مومن ایک ہی سوراخ
سے دو مرتبہ نہیں کاٹا جاتا۔ ایک بار جس راہ سے مصیبت آئے
دوبارہ اُسمیں نہ پھنسو۔ پس اس سورۃ میں صریح اشارہ ہے
کہ بادشاہ وقت کی اطاعت کرو۔ خناس میں خواص اُسی طرح
ودیعت رکھے گئے ہیں جیسے خدا تعالیٰ نے درخت اور پانی اور آگ
وغیرہ چیزوں اور عناصر میں خواص رکھے ہیں **عنصر** کا لفظ اصل
میں **عَنْ سِرّ** ہے عربی میں **ص** اور س کا بدل ہو جاتا ہے
یعنی یہ چیز اسرار الٰہی میں سے ہے درحقیقت یہاں اگر انسان
کی تحقیقات رُک جاتی ہے غرض ہر ایک چیز خدا ہی کی طرف سے ہے
خواہ وہ بسائط کی قسم سے ہو خواہ مرکبات کی قسم سے۔ جبکہ یہ
بات یہ ہے کہ ایسے بادشاہوں کو بھیجکر اُس نے ہزار ہا مشکلات
سے ہمکو چھڑایا اور ایسی تبدیلی بخشی کہ ایک آتشی تنور سے
نکال کر ایسے باغ میں پہونچا دیا جہاں فرحت افزا پودے ہیں
اور ہر طرف ندیاں جاری ہیں اور ٹھنڈی خوشگوار ہوائیں چل رہی
ہیں پھر کسقدر ناشکری ہوگی اگر کوئی اُس کے احسانات کو فراموش
کردے۔ خاصکر ہماری جماعت کو جسکو خدا نے بصیرۃ دی ہے اور
اُنمیں فی الحقیقت نفاق نہیں ہے کیونکہ انھوں نے جس سے تعلق پیدا کیا
ہے اُسمیں ذرہ بھر نفاق نہیں۔ شکر گذاری کا بڑا عمدہ نمونہ بننا چاہئے

اور مجھے کامل یقین ہے کہ میری جماعت میں نفاق نہیں ہے اور میرے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں انکی فراست نے غلطی نہیں کی اس لئے کہ میں در حقیقت وہی ہوں جس کے آنے کو ایمانی فراست نے ملنے پر متوجہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ گواہ اور آگاہ ہے کہ میں وہی **صادق** اور **امین** اور **موعود** ہوں جسکا **وعدہ** ہمارے سید و مولیٰ صادق و مصدوق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دیا گیا تھا اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جنھوں نے مجھسے تعلق پیدا نہیں کیا وہ اس نعمت سے محروم ہیں۔ فراست گویا ایک کرامت ہے یہ لفظ فراست بفتح فا بھی ہے اور بکسر فا بھی جب زبر کے ساتھ ہو تو اس کے معنی ہیں گھوڑے پر چڑھنا۔ مومن فراست کے ساتھ اپنے نفس کا چابکسوار ہوتا ہے خدا کی طرف سے اُس کو نور ملتا ہے جس سے وہ راہ پاتا ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اتقوا فراست المؤمن فانه ینظر بنور الله** یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ غرض ہماری جماعت کی فراست حقہ کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے خدا کے نور کو شناخت کیا۔ اسی طرح میں اُمید رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت عملی حالت میں بھی ترقی کرے گی کیونکہ وہ منافق نہیں ہے اور وہ ہمارے مخالفوں کے اس طرز عمل سے بالکل پاک ہے کہ جب حکام سے ملتے ہیں تو اُن کی تعریفیں کرتے ہیں اور جب گھر میں

آتے ہیں تو کافر بتلاتے ہیں۔ اے میری جماعت سنو اور یاد رکھو کہ خدا اس طرز عمل کو پسند نہیں فرماتا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لئے رکھتے ہو **نیکی کرنیوالوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کرو**۔ کوئی شخص صدیق نہیں ہوسکتا جب تک وہ یک رنگ نہ ہو۔ جو منافقانہ چال چلتا ہے اور دو رنگی اختیار کرتا ہے آخر وہ پکڑا جاتا ہے مثل مشہور ہے دروغگو را حافظہ نباشد۔

اس وقت میں ایک اور ضروری بات

کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سلاطین کو اکثر مہمیں پیش آتی ہیں اور وہ بھی رعایا ہی کے بچاؤ اور حفاظت کے لئے ہوتی ہیں تم نے دیکھا ہے کہ **ہماری گورنمنٹ** کو سرحد پر کئی بار جنگ کرنی پڑی ہے۔ گو سرحدی لوگ مسلمان ہیں مگر ہمارے نزدیک وہ حق پر نہیں ہیں۔ اُن کا انگریزوں کے ساتھ جنگ کرنا کسی مذہبی حیثیت اور پہلو سے درست نہیں ہے اور نہ وہ حقیقتاً مذہبی پہلو سے لڑتے ہیں کیا وہ یہ عذر کرسکتے ہیں کہ گورنمنٹ نے مسلمانوں کو آزادی نہیں دے رکھی؟ بیشک دے رکھی ہے اور ایسی آزادی دے رکھی ہے جس کی نظیر کابل اور نواح کابل میں رہ کر بھی نہیں مل سکتی۔ امیر کے حالات اچھے سُننے میں نہیں آتے ان سرحدی مجنونوں کے لڑنے کی کوئی وجہ بجز پیٹ بھرنے کے

نہیں ہے دس بیس روپے مل جائیں تو اُن کا غازی پن غرق ہو جاتا ہے یہ لوگ ظالم طبع ہیں اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں **اسلام** بادشاہ وقت اور محسن کے حقوق قائم کرتا ہے یہ دنی الطبع لوگ اپنے پیٹ کی خاطر حدود اللہ کو توڑتے ہیں اور ان کی رزالت اور سفاہت اور سفاکی کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ ایک روٹی کے لئے بہ آسانی ایک انسان کا خون کر دیتے ہیں ایسا ہی آجکل ہماری گورنمنٹ کو ٹرنسوال کی ایک چھوٹی سی جمہوری سلطنت کے ساتھ مقابلہ ہے - وہ سلطنت پنجاب سے بڑی نہیں ہے اور یہ سراسر اُس کی حماقت ہے کہ اُسنے اس قدر بڑی سلطنت کے ساتھ مقابلہ شروع کیا ہے لیکن اس وقت جبکہ مقابلہ شروع ہوگیا ہے ہرایک مسلمان کا حق ہے کہ انگریزوں کی کامیابی کے لئے دُعا کرے - ہمکو ٹرنسوال سے کیا غرض جس کے ہزاروں ہمپر احسان ہیں ہمارا فرض ہے کہ اُنکی خیر خواہی کریں - ایک ہمسایہ کے اتنے حقوق ہیں کہ اس کی تکلیف سنکر اس کا پتہ پانی ہو جاتا ہے تو کیا اب ہمارے دلوں کو سرکار انگلشیہ کے وفادار سپاہیوں کی مصائب پڑھکر صدمہ نہیں پہونچتا میرے نزدیک وہ بڑا سیاہ دل ہے جسے گورنمنٹ کے دُکھ اپنے دُکھ معلوم نہیں ہوتے یاد رکھو جذام کئی قسم کے ہوتے ہیں ایک جذام جسم کو لگ جاتا ہے جسکو کوڑھ کہتے ہیں اور ایک جذام روحکو لگ جاتا ہے جس کی وجہ سے اُس کو عادت بد ہو جاتی ہی

کہ لوگوں کی بدی سے خوش اور بھلائی سے رنج کرتا ہے چنانچہ اس قسم کا ہمارے ہاں ایک شخص بازار میں رہا کرتا تھا اگر کوئی مقدمہ کسی پر ہو جاتا تو پوچھا کرتا تھا کہ مقدمہ کی کیا صورت ہے اگر کسی نے کہدیا کہ وہ بری ہوگیا یا اچھی صورت ہے تو اس پر آفت آجاتی اور چپ ہو جاتا اور اگر کوئی کہدیتا کہ فرد قرار داد جرم لگ گئی تو بہت خوش ہوتا اور اسکو پاس بٹھا کر سارا قصہ سنتا۔ غرض بعض آدمیوں کی فطرت میں بد اندیشی کا مادہ ہوتا ہے کہ وہ بری خبریں سننا چاہتے ہیں اور لوگوں کی برائی پر خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ شیطان کی سیرت ان کے اندر ہوتی ہے پس بدخواہی کسی انسان کی بھی اچھی نہیں چہ جائیکہ محسن ہو۔ لہذا میں اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ وہ ایسے لوگوں کا نمونہ اختیار نہ کریں بلکہ پوری ہمدردی اور سچی خیر خواہی کے ساتھ برٹش گورنمنٹ کی کامیابی کے لئے دعا کریں اور عملی طور پر بھی وفاداری کے نمونے دکھائیں۔ ہم یہ باتیں کسی صلہ یا انعام کی خاطر نہیں کرتے ہمکو صلہ اور انعام اور دنیوی خطابات سے کیا غرض ہماری نیات کو علیم خدا خوب جانتا ہے کہ ہمارا کام محض اس کے لئے اور اسی کے امر سے ہی اسی نے ہمکو تعلیم دی ہے کہ محسن کا شکر کرو ہم اس شکر گذاری میں اپنے مولی کریم کی اطاعت کرتے ہیں اور اسی سے انعام کی امید رکھتے ہیں سو تم جو میری جماعت ہو اپنی محسن گورنمنٹ کی خوب قدر کرو۔ +

اب میں چاہتا ہوں کہ ٹرنسوال کے جنگ کے لئے ہم دعا کریں فقط

اس کے بعد **حضرت اقدس** نے نہایت جوش اور
اور خلوص کے ساتھ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور سب حاضرین نے جنکی تعداد
ایک ہزار سے متجاوز تھی دعا کی اور بہت دیر تک فتح اور کامیابی کے لئے دعا کی گئی
بعد ازاں حضرت اقدس نے تجویز فرمائی کہ زخمیان سرکار برطانیہ کے لئے چندہ بھی بھیجنا
ضروری ہے جس کے لئے ایک **اشتہار** بھی شائع کیا گیا جو حسب ذیل ہے۔
راقم مرزا خدا بخش از قادیان

اپنی جماعت کے لئے ایک ضروری اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

چونکہ مسلمانان ہند پر علی العموم اور مسلمانان پنجاب پر بالخصوص گورنمنٹ برطانیہ کے بڑے بڑے احسانات ہیں لہذا مسلمان اپنی اس مہربان گورنمنٹ کا جسقدر شکریہ ادا کریں اتنا ہی تھوڑا ہے کیونکہ مسلمانوں کو ابھی تک وہ زمانہ نہیں بھولا جبکہ وہ سکھوں کی قوم کے ہاتھوں ایک دہکتی ہوئی تنور میں مبتلا تھے۔ اور ان کے دست تعدی سے نہ صرف مسلمانوں کی دنیا ہی تباہ تھی بلکہ ان کے دین کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ دینی فرائض کا ادا کرنا تو درکنار بعض اذان نماز کہنے پر جان سے مارے جاتے تھے۔ ایسی حالت زار میں اللہ تعالیٰ نے دور سے اس مبارک گورنمنٹ کو ہماری نجات کے لئے ابر رحمت کی طرح بھیجدیا جس نے آکر نہ صرف ان ظالموں کے پنجہ سے بچایا بلکہ ہر طرح کا امن قائم کرکے ہر قسم کے سامان آسایش مہیا کئے اور مذہبی آزادی یہانتک دی کہ ہم بلا دریغ اپنے دین متین کی اشاعت نہایت خوش اسلوبی سے کر سکتے ہیں۔
ہم نے عید الفطر کے موقع پر اس مضمون پر مفصل تقریر کی تھی جس کی مختصر کیفیت تو انگریزی اخباروں میں جا چکی ہے اور باقی مفصل کیفیت عنقریب حبی فی اللہ مرزا خدا بخش صاحب شائع کرنیوالے ہیں ہم نے اس مبارک عید کے موقع پر گورنمنٹ کے احسانات کا ذکر کرکے اپنی جماعت کو جو اس گورنمنٹ سے دلی اخلاص رکھتی ہے اور دیگر لوگوں کی طرح منافقانہ زندگی

بسر کرنا گناہ عظیم سمجھتی ہے توجہ دلائی کہ سب لوگ تہ دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسکو اس جنگ میں جو ٹرانسوال میں ہو رہی ہے فتح عظیم بخشے اور نیز یہ بھی کہا کہ حق اللہ کے بعد اسلام کا اعظم فرض ہمدردی خلائق ہے اور بالخصوص ایسی مہربان گورنمنٹ کے خادموں سے ہمدردی کرنا کار ثواب ہے جو ہماری جانوں اور مالوں اور سب سے بڑھکر ہمارے دین کی محافظ ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کے لوگ جہاں جہاں ہیں اپنی توفیق اور مقدور کے موافق سرکار برطانیہ کے اُن زخمیوں کے واسطے جو جنگ ٹرانسوال میں مجروح ہوئے ہیں چندہ دیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا اپنی جماعت کے لوگوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہر ایک شہر میں فہرست مکمل کرکے اور چندہ کو وصول کرکے یکم مارچ سے پہلے مرزا خدابخش صاحب کے پاس بمقام قادیان بھیجدیں کیونکہ یہ ڈیوٹی ان کے سپرد کی گئی ہے۔ جب آپکا روپیہ معہ فہرستوں کے آجائیگا تو اُس فہرست چندہ کو اُس رپورٹ میں درج کیا جائے گا جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے ہماری جماعت اس کام کو ضروری سمجھکر بہت جلد اس کی تعمیل کرے۔ **والسلام**

راقم میرزا غلام احمد از قادیان ۱۰ فروری ۱۹۰۰ء

خوشخبری

۱۰ فروری کے اشتہار میں یہ خواہش ظاہر کی گئی تھی کہ رویداد کے ساتھ فہرست اسمائے چندہ دہندگان شائع کی جائے گی لیکن چونکہ رویداد کی ضخامت بڑھ گئی ہے لہذا حضرت امام ہمام ہادی انام مناسب نہیں سمجھتے کہ فہرست شائع کی جائے۔ بڑی رقوم صرف معدودے چند اصحاب کیطرف سے موصول ہوئی ہیں اور باقی بہت قلیل رقوم ہیں چنانچہ بڑی سے بڑی رقم ما ۱۰۰ کی ہے جو نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی طرف سے آئی ہے اور چھوٹی سے چھوٹی رقم ۲ پائی تک ہے

چونکہ حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام روپے کے بھیجنے میں

زیادہ توقف پسند نہیں فرماتے ہیں اس لئے تاریخ مقررہ اشتہار کی انتظار کرکے پانسو روپے کی رقم جناب چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں ارسال کر دی گئی چنانچہ جو رسید صاحب بہادر موصوف کی طرف سے آئی ہے وہ آگے ہم درج کرتے ہیں۔ لیکن پیشتر اس کے کہ ہم رسید لکھیں اس امر کا ظاہر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت اقدس ان لوگوں پر جنھوں نے اپنی اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق رحمیان یتیموں و بیوگان و یتیمان سرکار برطانیہ کی ہمدردی اور امداد کی ہے بہت ہی خوش ہوئے ہیں۔ اور مبارکی ہے اُن لوگوں کو جنھوں نے امام برحق کی ارشاد کی تعمیل کرکے نہ صرف اپنے پیر و مرشد کو خوش کیا بلکہ حقیقی مالک الملک اور مجازی حکام کی خوشنودی کے باعث ہوئے کیونکہ زمین و آسمان کے بادشاہ نے اُس کتاب پاک میں جو اہل اسلام کے ہاتھ میں ہے حق اللہ کے بعد حق العباد کے ملحوظ رکھنے کا سخت حکم فرمایا ہے اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کو اپنی خوشنودی اور رضامندی کا سبب ٹھیرایا ہے خواہ وہ انسان کسی مذہب اور کسی ملت کا ہو خواہ وہ مشرق کا ہو یا مغرب کا سب کی ہمدردی کا حکم فرمایا ہے۔ اور پھر جو محسن ہو اور ہمارے حقوق کی حفاظت کرتا ہو اُسکی ہمدردی بدرجہ اولیٰ ضروری ہے اس سرکار برطانیہ سے بڑھکر کون زیادہ محسن اور خیر خواہ ہے جس نے اسلام والوں کی بہت سے موقعوں پر مدد کی ہے اور خطرناک اور جانکاہ مصائب سے نجات دیکر کنار امن و عافیت میں جگہ دی ہے۔

جو چندہ کہ اس غریب جماعت کی طرف سے بھیجا گیا تھا وہ عالیشان گورنمنٹ کے مقابلہ میں ایک نہایت ہی قلیل تھا لیکن اُس عالی حوصلہ گورنمنٹ نے اسکو بڑی عزت کے ساتھ قبول فرمایا اور مزید براں مسرت کا ظاہر کی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو حکام وقت کی خوشی اور غمی میں شریک ہو کر مراتب حاکمانہ و محکومانہ کو مدنظر رکھتے ہیں۔ اور کیا ہی بلند حوصلہ اور عالیشان ہے وہ گورنمنٹ جو اپنی رعایہ کی غریبانہ چندوں اور مبارکبادیوں کو عظمت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ کیا یہ کم قدر افزائی کی بات ہے کہ پانسو کی ذلیل رقم پر جناب نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ نے خوشنودی کی رسید ارسال فرمائی اور فتوحات افریقہ

جنوبی پر مبارک بادی کی تار دینے پر جناب ۱۰ مارچ ۱۹۰۰ء ہادی انام کو عالیجناب نواب گورنر جنرل ویسرائے بہادر بالقابہ اور جناب لاٹ صاحب پنجاب نے اپنی اپنی چٹھیات میں مسرت ظاہر فرمائی اور شکریہ ادا کیا ہے - بہرحال یہ گورنمنٹ قابل شکر گذاری ہے - خدا تعالے اس گورنمنٹ کو جو امن اور آزادی کی حامی ہے دیرپا رکھے اور اسکو آسمانی بادشاہت سے حصہ وافر عطا فرمائے -

اب تینوں چٹھیوں کا ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین انکو پڑھکر مسرت حاصل کریں -

چٹھی نمبر ۲۳

از طرف - جے - ایم - سی ڈوئی صاحب بہادر - آئی - سی - ایس - قائم مقام چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب -

بخدمت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور مورخہ ۶ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء از مقام لاہور

صاحب من - نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ ہم آپ کو اطلاع دیں کہ جو فیاضانہ عطیہ تعدادی ۵۰۰ روپیہ کا آپکے اور آپکے مریدوں کی جانب سے سرکار برطانیہ کے جنوبی افریقہ کے بیمار اور زخمی بھائیوں کی امداد کے لئے بھیجا ہے وہ پہونچ گیا ہے اور صاحبان کنگ کمپنی کو بمبئی میں بھیجدیا گیا ہے -

راقم آپ کا نہایت ہی فرمانبردار سرونٹ - جے - ایم - ڈوئی قائمقام چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

چٹھی نمبر ۱۶۶

مورخہ ۸ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء از مقام لاہور

از جانب ڈبلیو - آر - ایچ مرک صاحب - سی - ایس - آئی - قائمقام چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

بخدمت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور -

صاحب من۔ مجھے نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کی جانب سے ہدایت ہوئی ہے کہ آپ کو اطلاع دوں کہ وہ آپ کو اُس مبارک بادی کے عوض میں جو آپ نے اُن فتوحات کی نسبت دی ہے جو سرکار برطانیہ کو جنوبی افریقہ میں نصیب ہوئی ہیں مسرت آمیز شکریہ ادا کرتے ہیں۔

آپ کا نہایت ہی فرمانبردار سرونیٹ ڈبلیو مرک صاحب قائمقام چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب۔

چٹھی نمبر ۲۱۱

ازجانب ڈبلیو۔ آر۔ اتیچ مرک صاحب بہادر۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ قائمقام چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

بخدمت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۰۱ء ازمقام لاہور۔

صاحب من۔ مجھے اس امر کی ہدایت کی گئی ہے کہ آپ کو اطلاع دوں کہ گورنمنٹ ہند نے بڑی مسرت کے ساتھ آپ کی مبارک بادی کو جو آپ نے سرکار برطانیہ کی ان فتوحات پر دی ہے جو جنوبی افریقہ میں سرکار موصوف کو حاصل ہوئی ہیں قبول فرمایا ہے

آپ کا نہایت ہی فرماں بردار سرونیٹ ڈبلیو مرک صاحب قائم مقام چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب۔

ترجمہ چٹھی انگریزی

نمبر ۳۰ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۰۱ء

مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور کی پاس بجنسہ بذیل چٹھی دفتر ہذا نمبر ۱۴۳ مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۰۱ء بھیجی جائے

بحکم صاحب انڈر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب دستخط صاحب انڈر سکرٹری۔

ترجمہ رسید انگریزی ڈی نمبر ۱۴۱۳۸ - لارڈ میئر کا فنڈ۔

جو ٹرانسوال کی بیواؤں یتیموں اور زخمیوں کی امداد کیلئے قائم کیا گیا ہے - ازمقام بمبئی مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۱ء

مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور اور اس کے مریدوں کی طرف سے ایک رقم تعدادی پانسو روپیہ وصول ہوئی۔

چندہ ہذا جو مذکورہ بالا فنڈ کے لئے ہے بسبیل مناسب رائٹ آنریبل لارڈ میئر صاحب بہادر کی خدمت میں ارسال ہوگا

دستخط خزانچی نیشنل بنک کمپنی۔

مرتبہ مرزا خدابخش از قادیان

قصیدهٔ مولوی عبدالله صاحب کشمیری

حمد بیحد مر جناب حضرت پروردگار
آنکه در هر مظهرے شد حسن رویش آشکار

پر مظاهر از صفات خویشتن پرتو فگند
بهر تکمیل وجود ما بروے روزگار

در وجود و در بقا هم در قیام زندگی
حسب حاجت داد ما را جمله سامان بیشمار

هر چه می بایست ما را بهر جسم و نیز جاں
خود مهیا کرد از رحمت پئے ما کردگار

آفتاب و ماه پروین این زمین و آسماں
خورد و پوش دل پسند و میوه هائے خوشگوار

ایں هوائے خوش که هر دم می وزد از لطف او
ایں همه گلزار و لاله آب هائے آبشار

ایں همه از رحمت و از لطف ذات کبریا
بے عنایا تش زمانه میشود تاریک و تار

در حقیقت هر ثنائے ذات حق را می سزد
آنکه خوبیهائے لطفش هست بحر بے کنار

از سر فضل و عنایت حکمت و شان بلند
در مظاهر جلوه گر شد رحمتش بر روزگار

از ربوبیت رخ خود وا نمود از مظهرے
تا که گردد بهر جسم و جان ما او فیض بار

ایں وجود و الدیں ظلے ز رب الناس هم
زیں سبب فرزند را مادر گرفته در کنار

از پئے تکمیل اخلاق بشر نکته شنو
بر مظاهر کن نظر یاد آر ذات کردگار

شکر یزدانست شکر مظهر الطاف او
از سر ایمان من لم یشکر الناس یاد آر

گفت حق ای مومناں با و الدین احساں کنید
زیں حقیقت راز احساں بر جهاں شد آشکار

رهنمائے دین و توحید خدائے لم یزل
از پئے ازواح ما شد مظهر پروردگار

ایں زماں آں آفتاب از مطلع هندوستاں
سر بر آورده بعالم چوں خور نصف النهار

چوں ز من آید ثنائے آں شه عالی جناب
من چه دانم وصف حسن روئے آں عالی تبار

سید ما رهبر ما پیشوائے ملک دیں
عاشق روئے محمد هر زماں شوریده وار

می وزد از روی پاکش بوئے دلدار از ل — از سرِ گیسوئے مشکینش وزد مشک تتار
بر جہاں خورشید چوں ایں نیرِ عالم فروز — آبِ حیواں بہر ایماں شد رواں در جوئبار
از نسیمِ نورِ ایماں تازہ شد گلزارِ دل — بر دماغِ پاک طبعاں می وزد بادِ بہار
در گلستانِ محمد نالہ زد ایں عندلیب — باغِ دیں ویران گشتہ بازش آوردہ بہار
بلبلے در روضۂ قدس ہست ایں فرخندہ خو — از فغانش قدسیاں را چشمِ دل شد اشکبار
در مقامِ قربِ یزداں پائے او بالا رسید — از مئ عشقِ محمد شد ز خود بے اختیار
حق بہ عنہائے خویشش در جہاں ممتاز کرد — شد وجیہ درگہ آں عالمِ ذوالاقتدار
در مقام قادیان از آسماں آمد فرود — بر زمینِ مردہ بارید ایں زماں ابرِ بہار
از پئے تصدیقِ او از آسماں آمد ندا — مہر و ماہ ماہِ رمضاں نیز نجمِ تاجدار
عیسیٰ فرخ سیر ہم مہدی آخر زماں — آمدہ از بہرِ تردیدِ خیالِ کارزار
از پئے سرکوبئ ایں غازیانِ جنگ جو — آنکہ شد اسلام از کردارِ شاں بس شرمسار
ایں امامِ وقت آمد تا ز صدق و راستی — رازِ ایماں بر جہانے می نماید آشکار
گفت مالک الناس در قرآں خدائے ذوالمنن — ایں اشارہ ہست ظاہر بر وجودِ شہریار
در جہاں بہرِ خلائق بادشاہِ دادگر — از عنایاتِ خدا شد ظلِ لطفِ کردگار
ہر کہ شکرِ شاہِ عادل را نمی آرد بجا — منکرِ آلائے حق باشد ذلیل و نیز خوار
آں نبئ پاکباز و تاجدارِ انبیا — عہدِ کسریٰ را عطا فرمود عز و افتخار
نیکوئی با نیکواں فرمودۂ ذاتِ کریم — بد روی ساز و بہ نیکاں بد سگال و بدشعار
حق شناسی فرض باشد بہرِ مخلوقِ خدا — کافر آلائے حق ما وائے او بئس القرار
الغرض در عہدِ پاکِ ایں شہِ ہندوستاں — آنکہ از احسانِ او بادِ خزاں را شد بہار
ہر طرف گسترد ظلِ معدلت ایں سلطنت — ایں زماں آمد بدنیا نیز مہدی کامگار
ہست گورنمنٹ بر ما سایۂ یزدانِ پاک — یاد باید کرد عہدِ ظالمانِ نابکار

هرکه وارد عهد سکھاں ظلم اوشاں در نظر ۔۔۔ تا چه میکردند جور و هم ستمها بے شمار
آفتی بر پا همی شد از پئے بانگ نماز ۔۔۔ از پئے یک گاؤ مردم را بسوزندی بنار
از تظلم ملے شاں دنیا شبے تاریک بود ۔۔۔ ناگهاں آمد ز مطلع پادشاه نور بار
ایں مبارک سلطنت چوں سایه بر ما فگند ۔۔۔ ناگهاں از لطف حق شد لیل ما مثل نهار
شد مهیا امن و دولت از وجود سلطنت ۔۔۔ از پئے ایماں ز بالا نیز آمد شهسوار
آں خداوندش پئے اتمام حجت از سما ۔۔۔ داد گنجے از معارف نیز تیغ آبدار
از سنان آسماں دجال اعور را بکشت ۔۔۔ شد مصیر آتهم یک چشم چوں دار البوار
کشته شد از تیغ براں لیکھرام بدگهر ۔۔۔ آریاں بدسیر زاں روز از حق شرمسار
بهر امداد وکیل بد زباں طاقت نه بود ۔۔۔ در وجود مرده آں الیشر بے اختیار
از درخت روضه قدس ست شاخی ایں جواں ۔۔۔ باغبانش آب داده شد درخت میوه دار
از حماقت میزند هرکو که بر پایش تبر ۔۔۔ پائے خود را بشکند جانش همی سوزد بنار
در جبینش نور حق تابد مدام از راستی ۔۔۔ موئے مشکیں موئے او شد در جهانے عطر بار
در دلم جوشد ثنائے آں مه بدر الدجی ۔۔۔ لیک در گفتن نیاید شرح بحر بے کنار
ایں غلام آں شه خوباں که نامش مصطفی ۔۔۔ آنکه از توحید یزداں زد تبر بر پائے دار
کرد ثابت بر جهاں عجز بت نصرانیاں ۔۔۔ میت دیرینه روئے خود نمود از خانیار
عندلیب خوشنوا در روضه قدس و جلال ۔۔۔ ناله زن از عشق یزداں آمده بر شاخسار
پهلوان آسمانی باکمال عز و شاں ۔۔۔ قدسیاں در خدمت او بر یمین و بر یسار
کارهائے طاقت حق از خدائے وانمود ۔۔۔ بر دریده پرده هائے منکرین جیفه خوار
کس بمیدانش نمی آید برون بهر وغا ۔۔۔ دشمناں عوعو کناں و جاگزیں در کنج غار
بر در و دیوار عالم سخت لرزه اوفتاد ۔۔۔ چوں بمیدان وغا یک نعره زد ایں نامدار
صدر بزم و پیشوا و رهنمائے مومنیں ۔۔۔ از پئے تائید دیں آمد نشانے استوار

از فیوض آسمان آراسته دان الامان
شد منوّر خلق و عالم نیز از گرد و جوار

از سر صدق و صفا شد خیر خواه سلطنت
بے مکر و چاپلوسی بل بحکم کردگار

زانکه فرموده ست یزدان نیکوئی با نیکوان
زین سخن پیچد سر خود جاهل آشفته کار

جاهل مسجد نشین بر ما ملامت می کند
از برائے خیر خواهی با شهان با وقار

ما نمی ترسیم از غوغائے این سگ سیرتان
از نفاق و بدروی داریم شرم و ننگ و عار

از خدا خواهیم اقبال شه هندوستان
با چنین ناپاک طبعان جهان مارا چه کار

یا اله الناس هر دم خسته می باید پناه
از زبان دشمن جانی که باشد مثل مار

الحمد ای مالک عالم وی پناه صادقان
بر زمین راستبازان ابر رحمت را ببار

آن خبیثانی که پیچیدند از حق روی خویش
آتش افشان بر سرشان بیخ ناپاکان برآر

کن نظر بر حال زارم از عنایت ها نواز
از می عشق امام عالمم مخمور دار

آن مسیح قادیانی عاشق خیر الوریٰ
رحمت حق بر روانش باد اندر هر دو دار